ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

تاریخ ہذا مؤلفہ و مصنفہ سراج الدین احمد صاحب ہیڈ مولوی گورنمنٹ اسکول مظفر پور

خلاصہ تذکرہ ضروری شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری

معروف بہ

سراج التاریخ

حسب فرمائش

جناب معلی القاب مولوی ظہور الدین احمد صاحب وکیل

از اہتمام تام و سعی بالا کلام بندہ محمود علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

در مطبع محمود المطابع کانپور طبع شد

قیمت پختہ ۱۲/

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۵	ہتجلی	ملتجی	۷	۴	رونگی	روانگی
۱۱	۸	.	کی	۱۲	۵	.	مین
۱۳	۱۶	.	ہر یک	۱۵	۱۰	.	فضول
۱۷	۳	کلام	کام	۱۹	۱۶	.	قد
۲۱	۳	.	تھا	۲۲	۱۵	.	کے
۲۳	۱۹	کہ	کیا	۲۴	۱۹	کیسکی	کسیکو

قطعہ تاریخ مصنفہ مولوی محمد عبدالجلیل صاحب شیفتہ بھگون پوری

توصیف اس کتاب کی کیا کیا بیان کرون — ہے یہ کتاب یاکہ ہے تعلیم کا نصاب

تاریخ اسکی پوچھی تو ہاتف یہ بول اُٹھا — لکھہ شیفتہ ہے تذکرہ تالیف لاجواب

۱۹۰۳ء

مذمت میخواری

پہلے تو سب آدمی کو پیار کرتی ہے شراب — رفتہ رفتہ ہر طرح پھر خوار کرتی ہے شراب

ہے نتیجہ نشہ خواری کا ہمیشہ شور و شر — سوتے فتنہ کو سدا بیدار کرتی ہے شراب

آج آفت مال پر تو کل ہے آفت جان پر — زیست سے انسانکو بیزار کرتی ہے شراب

اہل عزت میکشی سے ہوتے ہین خوار و ذلیل — سچ یہ ہے اقبال کو ادبار کرتی ہے شراب

منھہ سے لگتی ہے تو پھر چھٹتی نہین کافر کبھی — اور پینے کے لئے اصرار کرتی ہے شراب

جز علاجِ موت ہو سکتی نہین اسکی دوا — جب کسی مے خوار کو بیمار کرتی ہے شراب
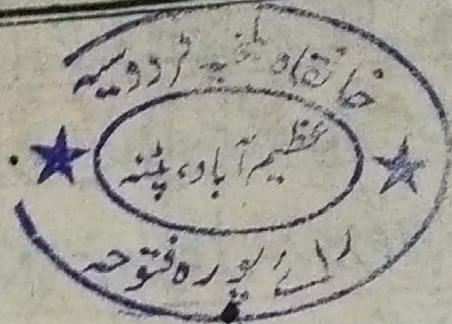
خلاصۃ تذکرہ ضروری شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نستعینہ اما بعد خاکسار راجی حضرت ایزد صمد احقر العبد سراج الدین احمد
اریوی عرض رسا ہی کہ اندنون اس خاکسار نے خلاصہ تذکرہ ضروری (لائف)
حضرت شاہ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری قدس سرہ السامی صاف
اردو مین لکھکر تیار کیا ہی چند کتب معتبرہ فارسی و تواریخ مشتہرہ اردو سے اسکا
انتخاب ہوا ہی امید کہ کل حضرات بندہ پرور فیض گستر اس عمدۃ تذکرہ کو پڑھکر
بندہ کو دعاے خیر سی یاد فرمائین اگر بمقتضاے بشریت کچھ خطا واقع ہوئی ہو تو اسکو
اصلاح مین لاوین آپکا نام احمد اور لقب شرف الدین اور خطاب مخدوم
الملک و مخدوم جہان تہا شہر شعبان کے آخری مہینے مین جمعہ کے دن
سنہ ۶۶۱ھ مین قصبہ منیر مین پیدا ہوے آپکی پیدائش کی تاریخ لفظ (شرف اگین)
ہی جس سی سنہ ۶۶۱ھ نکلتا ہی اور وہ زمانہ سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین

التمش کا تہا جو دہلی کا بادشاہ بہت ہی عاقل عادل متقی اور فقیر دوست تہا
مخدوم کے پدری مادری دونون خاندان صاحب طریقت تھے مخدوم کے والد
ماجد شیخ یحییٰ منیری نہایت مرتاض ولی کامل و پرہیزگار پارسا تھے اور آپکی
والدہ ماجدہ بی بی رضیہ بہت ہی نیکبخت پارسا و رابعۂ وقت تھین اور حضرت
مخدوم کے پدری خاندان کا شجرہ نسب یہ ہی شرف الدین احمد بن یحییٰ بن اسرائیل
بن مولانا محمد تاج فقیہ بن ابوبکر بن ابوالفتح بن ابوالقاسم بن ابوالصائم بن
ابودہر بن ابولیث بن ابوشہمہ بن ابوالدین بن ابوسعید بن ابوذر بن زبیر المکی
بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف اور مخدوم کے مادری خاندان کا شجرہ
یہ ہی بی بی رضیہ بنت سید شہاب الدین پیر جگجوت بن سلطان سید شاہ محمد بن سید
شاہ احمد بن شاہ ناصر الدین بن سید یوسف بن سید حسن بن سید قاسم بن سید موسے
بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید رکن الدین بن سید قطب الدین بن سید اسحٰق
بن سید اسمٰعیل بن سیدنا امام جعفر بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین
بن سیدنا امام حسین بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولانا محمد تاج فقیہ مقام بیت
المقدس سے ہندوستان مین تشریف لائے اور قصبہ منیر مین پہونچکر قیام پذیر ہوے
مخدوم صاحب کے خاندان کے اس ہندوستان مین آپ ہی بانی ہین یہ منیر بہت
پرانا قصبہ اور قدیم جگہہ ہی جو عظیم آباد سے پچہم ہے مولانا محمد تاج فقیہ کی ذات سے منیر اور
اطراف منیر مین دین پھیلا اسلام کی خوب ترقی ہوئی ہر جانب دین و اسلام کا چرچا
ہونے لگا اور منیر مین بڑی بھاری جماعت مسلمانون کی پیدا ہوگئی اور روزہ نماز کی

سلہ اور راجہ منیر نے اسکو آباد کیا تھا اسلیے اوسی کے نام سے یہ قصبہ موسوم ہوا۔

کثرت ہونے لگی مخدوم چار بھائی تھے شیخ خلیل الدین شیخ جلیل الدین شیخ
شرف الدین شیخ حبیب الدین (ایام رضاعت) مخدوم صاحب
نے اپنی ماں ہی کا شیر نوش فرمایا کسی دائی یا دوسری عورت کا دودھ نہین پیا ہی
اور مخدوم مین یہ خصوصیت تھی کہ ایام رضاعت مین ہر سال رمضان شریف مین
دنکو دودھ نہین پیتے تھے لڑکپن ہی سے رمضان شریف کا خیال تھا جب مخدوم
کچھ تمیز وشعور کے سن کو پہونچے پانچ چھ برس کے ہوے تو مکتب مین بیٹھے اور
زمانہ کے دستور کے مطابق تعلیم اونکی شروع ہوئی مکتب کے لڑکون کے ساتھ
پڑھنے مین مشغول ہوے لیکن مخدوم کی پوری تعلیم اور قابلیت علمی کی تکمیل بذریعہ
مولانا شرف الدین ابو توامہ کے ہوئی جو بڑے علامہ دہر اور فاضل اجل
تھے اور اپنے وقت کے علمای مشاہیر مین سے تھے یہ بزرگ مولانا دہلی سے کوچ
کر کے پورب بنگالہ کے علاقہ سنارگاؤن کو جاتے تھے اتفاق وقت سے قصبہ
منیر مین ٹہرے شیخ یحیی مخدوم کے والد سے ملاقات ہوگئی مخدوم کے والد ماجد نے
انکی خوب تواضع وتکریم وخاطر ومدارات کی چند روز تک انکی مہمان نوازی اور خاطرداری
کیوجہ سے منیر مین مقیم رہے مخدوم مولانا مذکور کی صحبت مین چند روز رہکر بہت گرویدہ
ومشتاق ہوے اور مخدوم کو شوق تحصیل علم کا غالب ہوا جب مولانا منیر سے روانہ
ہونے لگے تو مخدوم نے اپنے والد بزرگوار سے مولانا کے ہمراہ چلنے کی خواہش ظاہر کی اور
اور اسکی اجازت چاہی اور اپنے تحصیل علوم کا اشتیاق اظہار فرمایا باپ نے اپنے
بیٹے کا جب یہ شوق دیکھا فوراً منظور کر لیا اور بطیب خاطر والدین نے جانے کی
اجازت دیدی الغرض مخدوم مولانا کے ہمراہ سنارگاؤن علاقہ بنگالہ مین گئے اور

تعلیم وتحصیل علوم مین مصروف ہوے مخدوم کے تحصیل علوم کے شوق ورغبت
کی یہ کیفیت تھی کہ تعلیم کے زمانہ مین جتنے خطوط ورقعجات مکان سی آتے تھے اونکو
کبھی دیکھتے نہ تھی بلکہ ایک زنبیل مین معلق رکھتے تھی اس خیال سی اونکو نہین کہولتے
تھے کہ مبادا اومین کوئی خبر وحشت اثر ہو جو طبیعت کو منتشر وپریشان کرے مخدوم
نے مدت مدید اور زمانہ کثیر تک مولانا کی خدمت مین، قرآن حدیث۔ فقہ تفسیر اصول۔
کلام۔ ریاضی منطق فلسفیات وطبیعات وغیرہ تحصیل کی اور سب علوم مین علامہ و
لائق فائق ہوے اور بہت سی کتابونکے مصنف ومولف ہوے اور علوم ظاہریہ
کی فراغت کے بعد علم معرفت وسلوک کیطرف راغب ہوے آپنی ارباب تصوف
کی تصنیفات کا بہت زمانہ دراز تک مطالعہ کیا اور بہت غور وخوض سی ان کتابونکو
ملاحظہ فرمایا اور کتب بینی سی فائدہ کثیر اوٹھایا اور تعلیم ہی کے زمانہ مین مولانا نے اپنی
لڑکی کی نسبت مخدوم سی کرکے شادی کردی کیونکہ بنگالہ مین ایسا نجیب الطرفین اور
قابل جوہر ہونہار لڑکا سوائے مخدوم کے اونکو نہین ملا قبل شادی کے ہرچند مخدوم
نے کچھ انکار کیا لیکن اس انکار سی ترک سنت لازم آتا تھا اور شریعت کے خلاف
ہوتا تھا دوسرے اپنی اوستاد کے حکم سی نافرمانی اور سرتابی ہوتی تھی ان باتون کو خیال
کرکے بدرجہ مجبوری قبول ہی کرنا پڑا بہرکیف مخدوم کی شادی مولانا کی دختر نیک اختر
سی ہوگئی اور اس شادی سی مخدوم کی تین اولاد سنار گاؤن مین پیدا ہوئین اون
تینون مین سی صرف ایک صاحبزادہ شاہ ذکی الدین زندہ رہی باقی دو اولاد لڑکپن ہی
مین انتقال کرگئین اور مخدوم کی بی بی کا بھی قبل پہونچنے منیر کے سنار گاؤن مین
انتقال ہوگیا جب مخدوم کل علوم سی فارغ التحصیل ہوے تو ایکدن خطونکا خریطہ

کہولا اور اون خطوںمین سی جو پہلا خط نکلا اوسمین مخدوم کے والد ماجد شیخ یحیی کے انتقال کی خبر تھی یہ بزرگ یازدہم شہر شعبان سنہ ۶۹۰ھ مین انتقال کر گئے تھے مخدوم کو والد کے انتقال کا بہت اندوہ وملال ہوا اور اپنی ماں کی بیوگی ومجبوری کا خیال پیدا ہوا محبت فرزندی نے جوش مارا مخدوم کا جی گھبرایا مولانا شرف الدین سی وطن جانیکی اجازت چاہی مولانا نے سب حال دریافت کر کے مکان جانیکا اذن دیدیا مخدوم اپنے صاحبزادہ ذکی الدین کے ساتھ اپنے وطن مالوفہ کیطرف روانہ ہوے اور سنہ ۶۹۱ھ مین قصبہ منیر مین پونہچے اور والدہ سی ملے ماں بیٹے دونون کو بہت ہی خوشی حاصل ہوئی اور شیخ ذکی الدین اپنی دادا کی جگہہ مین متمکن ہوے ایکدن مخدوم نے اپنی صاحبزادہ شاہ ذکی الدین کا ہاتھ اپنی مادر مہربان کے ہاتھ مین دیدیا اور فرمایا کہ ذکی الدین کو شرف الدین تصور کیجیے اور شرف الدین کو خدا کی راہ مین آزاد فرمائیے آپکی والدہ نے کہا الحمد للہ اوسنے بیٹے کو بطیب خاطر اطمینان کے ساتھ اللہ کی جستجو مین چہوڑ دیا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا مخدوم اپنی وطن سی نکلکر دہلی پہونچے مخدوم کے بڑے بہائی شیخ جلیل الدین ہمراہ تھی پہونچکر علما صلحا ومشائخین دہلی سی ملے اور اکثر علمای دہلی کے تذکرون مین شریک ہوے مشاہیر ومشائخ دہلی کے ملنے کے بعد حضرت نظام الدین اولیا کے یہان بہ نیت حصول بیعت حاضر ہوے اور اوسوقت حضرت نظام الدین کا دہلی مین بہت بڑا شہرہ تھا دور دور سی لوگ اونکی زیارت کو دہلی پہونچتے تھے اور دہلی کے قطب کہلاتے تھے جسوقت مخدوم وہان پہونچے اوسوقت اونکی مجلس مین کچھ مذاکرہ علمی ہو رہا تھا مخدوم بھی اوسمین شریک ہوے اور عمدہ تقریر کی اور مناظرہ ومذاکرہ مین غالب رہی شیخ نے اونکی تقریر کو بہت پسند اور آپکا اعزاز

واکرام کیا مگر یہ مصرعہ پڑھکر ؎ سیمرغ لیست کہ نصیب دام ما نیست ۔ بیعت نہین لی
اور ایک پیرایان کا دیکر رخصت کر دیا مخدوم دہلی سے رخصت ہو کر پانی پت پہونچے
اور شرف الدین پانی پتی سے ملے اور اونکو دیکھکر فرمایا کہ یہ شیخ مغلوب الحال
اور مجذوب ہیں دوسرونکی تعلیم و تربیت ایسی شیخ سے ممکن نہین ہے آپکے برادر کلان
جلیل الدین نے پہر دہلی کیطرف لوٹنے کی راے دی او شیخ نجیب الدین
فردوسی سے ملنے کی رغبت دلائی اور اونکے اوصاف و تعریف بیان کر کے
مخدوم کو اونسے ملنے کی تشویق و تحریص کی مخدوم نے فرمایا کہ جو قطب دہلی تھا اوسنے تو
مجھکو جواب صاف دیا اب انسے ملنے کا کیا فائدہ لیکن جب مخدوم کے بڑے بہائی
نے بہت ہی ضد و اصرار کیا تب مخدوم شیخ نجیب الدین فردوسی سے ملنے کیلیے
دہلی کیطرف روانہ ہوے اور بہ نیت ملاقات اونکے مکان کے قریب پہونچے بمجرد ورود
دولتکدہ شیخ کے مخدوم پر ایک ہیبت و وحشت طاری ہوئی آپ نہایت متردد ہوے
کہ یہ نئی بات کیون پیدا ہوئی الحق مولوی معنوی کا یہ مقولہ راست و درست ہے ؎
ہیبت حق ست این از خلق نیست ۔ ہیبت این مرد صاحب دلق نیست ۔ جب
مخدوم شیخ نجیب الدین کے روبرو ہوے تو مارے دہشت کے پسینے پسینے ہوگئے
اور سلام علیک ادا کرنیکے بعد بیٹھ گئے اور شیخ سے اپنی بیعت کے متمنی و ملتجی ہوے شیخ
نے فوراً بیعت مخدوم کی لی اور ایک اجازت نامہ دیکر جلد رخصت کرنے کا ارادہ
کیا مخدوم کو اسپر بہت ہی استعجاب ہوا اور عرض کیا کہ مین نے تو ابھی شیخ کی کچھ
خدمت نہین کی اور طریقت کی روش نہین سیکھی فوراً یہ رخصت کیسی شیخ نے جواب
دیا کہ بحکم جناب پیغمبر خدا یہ اجازت نامہ اسکے بارہ برس قبل تمہارے لیئے مین نے

لکہکر رکہا تہا تمکو اسکا کچھ اندیشہ وتشویش کرنا نہ چاہیئے نبوت تمہاری تعلیم وتربیت
کریگی اور پیران طریقت کی ولایت حامی ومددگار رہیگی اسکے بعد طریقت کی روش
تلقین کی اور چند ضروری نصیحت لکہکر مخدوم کو دی اور کچھ راز ونیاز کی باتین نہاں ش
کرکے رخصت کردیا اور بوقت روانگی یہ فرمایا کہ اگر راستہ مین کوئی خبر تمکو ملے تو
ہرگز ہرگز نہین لوٹنا براہ راست اپنی منزل مقصود کو چلے جانا مخدوم دو تین منزل گئے
ہونگے کہ شیخ نجیب الدین فردوسی کا انتقال ہوگیا اور یہ خبر راستہ مین مخدوم کو ملی
اور یہ واقعہ ٦٩١ھ مین واقع ہوا اور جو نصیحتین شیخ نے مخدوم کو لکہکر دی تہین وہ
یہ ہین بجز ذکر خدا کسی کام مین مشغول نہو حماقت وغفلت سے چپ وراست کیطرف
نگاہ نکرو کسی کی شکایت اور فضول باتین نہ سنو سوای نان خشک وآب کے دوسری
چیز نہ کہاؤ اور رات دن مین ایک مرتبہ دوپہر کیوقت پاخانہ جاؤ اور صرف ایک کنبل
پوشش کیلیے رکہو اور سردی کیوقت اگر کہنہ لبادہ استعمال مین آجائے تو کچھ مضائقہ
نہین اور سبکے ساتھ اخلاق کرو کسیکے آنے سے اور بات کرنے سے ناراض نہو اور
مجلس سماع مین جہانتک ہوسکے ضبط کرو الغرض مخدوم دہلی سے حسب الحکم
پیر دستگیر اپنی وطن کیطرف لوٹے اور مخدوم کا دل حزن وملال سے نالان تہا اور
اور پیر کی باتونکا ہر لحظہ وہر دم خیال اور ایک قسم کی کیفیت طاری حال تہا
پہونچتے ہی مخدوم مین کچھ ہوش وحواس ضبط اختیار باقی نرہا تہا کے جنگلی
جانورون وطاوس کی آواز سے انکے دل مین وحشت پیدا ہوئی اور اپنا گریبان
چاک کرکے جنگل کی راہ لی اونکے بہائی شیخ جلیل الدین جو ہمراہ تہے بکے بکے منہ
تاکتے رہ گئے کچھ بنائے نہ بنی جنگل مین بہت تلاش کی ڈہونڈہا کہین پتہ نلا آخرکار

مجبور رہو کر وہ اپنی وطن کو لوٹ آئے اور خرقہ شجرہ اور دوسری تبرکات کی چیزین جو
شیخ نے مخدوم کو دی تھین مان کے حوالہ کیا اور مخدوم کا سب حال بیان کر دیا
مخدوم بارہ برس تک بہیا کے جنگل مین خدا کی عبادت مین رہی اوسکے بعد راجگیر
کے جنگل مین گشتی کی بہیا کے جنگل مین بارہ ۱۲ برس تک مخدوم کو کسی سی ملاقات نہوئی
اگرچہ راجگیر کے جنگل مین کسی نے کبھی آپکو دیکھا مگر پہر نظر سی غائب ہو گیے اور جنگل
پہاڑ مین چلے گیے بہت دنون کے بعد ایک شخص نے آپکو دیکھا کہ جنگل مین ایک
درخت کی شاخ پکڑے ہوے عالم حیرت مین کہڑے ہین اور چیونٹیان حلق مین
آتی جاتی ہین اور آپکو اسکی مطلق خبر نہین ہی آپکے ریاضات و مجاہدات کے آثار اب تک
راجگیر کے جنگل و پہاڑ مین موجود ہین بعد چند روز کے وہان سی نکلکر اپنے قصبہ
بہار مین سکونت اختیار کی اور بعد قیام بہار کے بھی آپ اکثر جنگل مین چلے جایا
کرتے تھے اور مہینون جنگل و پہاڑ مین رہتے تھے اور چلہ کشی کرتے تھے جس زمانہ مین
مخدوم بنظر تکمیل فقیری راجگیر مین رہتے تھے اوسوقت مین ہندو فقیر و جوگی بھی
پہاڑونکی کہوہون مین قیام پذیر تھے اور بہت تپشیا کرتے تھے اور جوگ کے
سدہ کرنے مین مشغول رہتے تھے چنانچہ ایک جوگی مخدوم سی ملا اور اوسنے مخدوم سی
سوال کیا کہ فقیر کامل کی کیا شناخت و نشانی ہی مخدوم نے جواب دیا کہ اگر وہ اس
جنگل کو کہے کہ زر ہو جا تو فوراً بالکل جنگل سونیکا ہو جاے بمجرد کہنے اس جملہ کے
وہ جنگل فوراً زر کا ہو گیا آپنے فرمایا اے جنگل تو اپنی جگہہ مین رہ مین تو بات کرتا
ہون اور مثالاً کہتا ہون پہر وہ جنگل بدستور سابق اپنی صورت مین آگیا راجگیر کے
پہاڑ و جنگل مین دامن کوہ مین ایک گرم چیشمہ کے متصل مخدوم کا حجرہ ہے
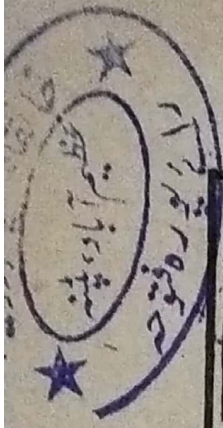
جو دیکھنے کے قابل ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ صانع قدرت نے اپنی ہاتھ سی بنایا ہے
مخدوم اکثر شبون کو اوسی جگہہ تسبیح وتہلیل مین مشغول رہا کرتے تھے اوس قدرتی
مسجد کا فرش بالکل سنگی ہی جسکی وجہ سی کبھی کہاس وغیرہ وہان نہین جمتی اور وہ جگہہ
ہر موسم اور ہر فصل مین نہایت صاف اور ستہری بنی رہتی ہی بہار مین سکونت
پذیر ہونیکے بعد بھی مخدوم اکثر اوقات یہان رہتے تھے اسیوجہ سی اس حجرہ کے
قریب جو جھرنا ہی اوسکا نام مخدوم کنڈ ہی اوراسی نام سی وہ چشمہ مشہور ہی اور
راجگیر مین وہ جگہہ عجیب دلچسپ اور تفریح گاہ ہی جو مخدوم کے چلہ کے نام سی
مشہور ہی اسکا منظر عجب دل آویز اور دلکش ہی یہان پہونچکر روح کو فرحت اور قلب
کو اطمینان کامل حاصل ہوتا ہی وہان کی جلوت مین بھی خلوت کا لطف ملتا ہی اور
روحانی مزا حاصل ہوتا ہی کسیطرح سی دل نہین گھبراتا ہی مخدوم صاحب نے اسی جگہہ
مین اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ ریاضت وعبادت مین بسر کیا اور جو کچھ ملنا دینا
تھا سو اسی جگہہ پایا اوس زمانہ مین جتنے حضرات صوفی وارباب تصوف تھے
مخدوم نے کسی کا بار احسان نہین اوٹھایا آپکی تربیت خاص روح نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم سی ہوئی اور اسطرح سی مخدوم کے پیر دستگیر حضرت نجیب الدین فردوسی
کے کلام کی تصدیق ہوگئی۔ ایکمرتبہ قاضی زاہد نے مجاہدات وریاضات کے بارہ
مین مخدوم سی سوال کیا آپنے فرمایا کہ مین نے تیئس برس تک کہانا نہ کہایا کبھی
درختونکی پتیان بوقت حاجت واشد ضرورت کہا لیا کرتا تھا اور بوجہ قلت غذا کے
دو دو ورز تک بول وبراز بند رہتی تھی جاے ضرور کی ضرورت ہی نہوتی تھی
اوسی بادیہ گردی وصحرا نوردی کے زمانہ مین بہیا کے جنگل مین ایکدن مین چولہائی

سی ملاقات ہوگئی یہ جنگل مین مویشیان چرا رہی تھے مخدوم کو پیاس معلوم ہوئی
چولہائی کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ کچھ دودھ مجھکو دو اوسنے کہا کہ ابھی یہ
کنواری بچھیا ہی جوان گاے شیر دار نہین ہی جو دودھ دوہا جاے اسکو دودھ نہین
ہوتا ہی مخدوم نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا میان چولہائی غصہ مین اگئی اور اوس
بچھیا کو دوہنے لگے خدا کی شان مخدوم کی کرامت سی اتنا دودھ ہوا کہ برتن اوس سی
معمور ہوگیا میان چولہائی کو حیرت و تعجب ہوا پھر کیا تھا میان چولہائی قدمون پر
گر پڑے ہاتھ پاؤن کا بوسہ لینے لگے اور مخدوم کے بہت معتقد اور گرویدہ ہوی مخدوم
کا دامن پکڑا اور اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا اور مخدوم کی خدمت بابرکت مین رہنے لگے اور
منزل مقصود کو پہونچ گئے مخدوم کو اس قطع تعلق وجفاکشی و عزلت گزینی سی
غرض و تمنا یہ تھی کہ تکمیل مراتب مین پورا درجہ ملے اور منصب یکسوئی حاصل ہو جاے
اور یہ امر ظاہر ہی کہ بغیر محنت وریاضت کے کوئی شخص منزل مقصود کو نہین پہونچ
سکتا ہی جناب پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ابتدا مین بہت ہی محنت وریاضت و گوشہ
نشینی و عزلت گزینی فرماتے تھے اور غار حرا مین مہینون تشریف رکھتے تھے اور
رات دن محنت شاقہ وجفاکشی فرماتے تھے اسیطرح کوئی مرید بغیر محنت وکثرت عبادت
کے فائز المرام نہین ہوسکتا ہی محنت مین عظمت ہی بقول شخصے ۔ بلا محنت عظمت
کسی مین نہین ۔ بلا ڈوبے موتی ملتا نہین ۔ دیکھو جسکو ارتباط و اختلاط خلق اللہ
کا چسکا پڑ جاتا ہی اوسکو اپنی تحصیل مطالب مین کیسی وقت و ناکامیابی ہوتی ہی
طلبہ ہی کی حالت کو غور کرو جو طالب العلم سب سی علحدہ ہوکر اپنے کام کو انجام دیتا
ہی وہ کیسا جلد کامیاب ہو جاتا ہی فوراً امتحان پاس کرلیتا ہی اور جو طالب العلم

محنت چور لوگونکی صحبت مین بیٹھتا ہی اور گپ شپ مین لگا رہتا ہی وہ اپنے مطلب سے
محروم و بے بہرہ رہتا ہی اسیطرح جو طالب صادق مردانہ وار اس راہ مین قدم رکھتا ہی
اور علائق دینوی سی کنارہ کشی کرتا ہی دنیا کی کل جماعت و جرگہ سی علیحدہ رہتا ہے
اسکے بکھیڑے سی دور بھاگتا ہی وہ بہت جلد مطلب کو پہونچ جاتا ہی او سالہا سال کی
ریاضت و محنت و مجاہدات و عبادات کے بعد مقبول خلائق و مرجع انام ہوتا ہی اسی
اثنا مین سلطان **نظام الدین** اولیا کے اکثر مریدین جو بوجہ تعلقات امور سلطانی
و بتقریب دیگر اوس زمانہ مین بہار مین مسکن گزین تھی اونکو جب مخدوم کی خبر ملی تو
وہ اکثر اوقات بنظر حصول قدمبوسی و ملاقات مخدوم تلاش مین جنگل کیطرف نکل جاتے
اور اونکی صحبت بابرکت سی مشرف ہوتے تھے مخدوم نے جب ان لوگون کو طالب
صادق پایا تو اسپر راضی ہوے کہ ہر جمعہ کو جامع بہار مین تشریف لائین اور بعد نماز
جمعہ تھوڑی دیر وہان ٹھر کر لوگون کو مستفیض فرماوین ان باتون سی سب مریدین و
مستفیدین کو نہایت مسرت حاصل ہوئی ایک زمانہ تک یہی معمول شریف رہا کہ آپ
ہر جمعہ کو جامع بہار مین تشریف لاتے اور اپنی صحبت بابرکت سی طالبین کو مستفید
فرماتے اسکے بعد یہ راے ٹھری کہ ایک خاص جگہہ بنائی جائے جہان بعد نماز جمعہ
قیام فرماوین کچھ ٹھرین اور طالبون کو تعلیم و تلقین فرمائین رفتہ رفتہ چندروز کے بعد
ایک دو روز کے قیام کی نوبت آنے لگی اور یہ امر ۷۲۲ھ مین واقع ہوا - ایکدن قاضی زاہد
نے مخدوم سی پوچھا کہ بالفعل ہند مین مرد خدا کون ہی آپنی اسکا جواب دیا کہ **شیخ**
شرف الدین پانی پتی جو دیوانہ مشرب ہی اور ہمیشہ مستغرق اور حالت جذب مین
رہتا ہی کسی کیطرف ملتفت نہین ہوتا ہی اسی درمیان مین مولانا **نظام** مولا نے

اپنی مال مزکی و پاک روپیہ سی مخدوم کے رہنے کیواسطے شہر کے باہر مکان بنوایا اور ایکروز دعوت کرکے یاران شیخ نظام الدین نے سجادہ نشینی کی آپ سی درخواست کی آپنے اونکی التماس کو قبول فرمایا اور اون لوگون کیطرف مخاطب ہوکر یہ جملہ زبان فیض ترجمان پر لائے کہ یارون تمہاری مجالست و محبت نے اس حدتک پہونچایا کہ اس بتخانہ مین لا بٹھایا چند سال کے بعد ۷۲۵ھ سلطان محمد شاہ تغلق دہلی کے تخت پر بیٹھا اور اوسکو معلوم ہوا کہ شیخ شرف الدین احمد بہاری جنگل سی اب آبادی مین آگئے اور لوگون سی اختلاط و ارتباط رکھتے ہین اوسنے بہار کے ناظم مجد الملک کے نام سی فرمان جاری کیا کہ شیخ شرف الدین منیری کیلیے بہار مین ایک خانقاہ تعمیر کراؤ اور پرگنہ راجگیر فقرائے خانقاہ کے خرچ کیواسطے اونکے حوالہ کرو اور اوسکے ساتھ ایک مصلے بلغاری بھی مخدوم کے لیے بہیجا یہ بادشاہ علما فضلا فقرا کا بڑا قدردان اور فقیر دوست تھا لاکھون روپیہ مستحق لوگون کو دیتا تھا بہت سی سرای لنگرخانہ شفاخانہ اوسنے بنوایا روزہ نماز کا بھی پابند تھا کبھی نماز کو قضا نہین کرتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید تلاوت کرتا تھا نشہ کے گرد بھی نہ پھٹکتا تھا حرامکاری سی نفور اور قماربازی و لھویات سی دور رہتا تھا مجد الملک ناظم بہار وہ فرمان اور مصلا لیکر حاضر ہوا اور ان چیزون کو پیش کرکے عرض کیا کہ اگر حضور بادشاہ کی التماس کو قبول نفرمایئن گے تو وہ مجھکو مقصور ٹھرائے گا اور اسکا الزام خاکسار پر عائد آئیگا جب ناظم نے بہت ہی الحاح و آرزو کی تب مخدوم نے باکراہ تمام انکو قبول و پسند فرمائی خانقاہ کی تعمیر شروع ہوئی اور تھوڑے ہی دنون مین بنکر تیار ہوگئی ایکدن ناظم نے تمام ارباب تصوف اور لنگر داران و مریدان شیخ نظام الدین کی دعوت کی اور ایک حجرہ مین جو خاص مخدوم

اکیواسطے بنایا گیا تھا مصلا بلغاری بچھایا گیا اوسپر مخدوم متمکن ہو اور بڑی دھوم دھام
سی یہ دعوت ہوئی سب لوگون کو نہایت مسرت وخوشی ہوئی بہار مین سکونت اختیار
کرنیکے بعد مخدوم کی والدہ اور صاحبزادہ ذکی الدین اور اکثر اعزہ وغیرہ منیر سے بہار
مین چلے آئے اور مخدوم کے زیر سایہ بسر اوقات کرنے لگے مریدان اور مسترشدین
کا بھی وہان مجمع کثیر ہو گیا دور دور سی جوق جوق لوگ مخدوم کے گرویدہ ہو کر آنے
لگے اور مخدوم اونکی تعلیم وتلقین مین مصروف ہوے مخدوم نے اپنی عمر کا بقیہ حصہ
جو ساٹھ برس کے قریب ہوتا ہے بہار ہی مین صرف کیا آپکی ایسی مجلس تھی جہان
ہر شخص آزادی کے ساتھ کلام کرسکتا تھا ایکطرف درس تدریس کا مشغلہ اور ایکطرف
فقہ۔ حدیث کلام۔ اصول۔ تفسیر۔ منطق۔ فلسفات۔ ادب اور تصوف کے مسائل
حل ہوتے تھے ہر شخص حاضرین مجلس سی مختلف مسائل کے متعلق سوال کرتا تھا
اور مخدوم ہر ایک باتکا جواب موافق فہم سائل کے دیتے تھے اور نہایت معقول اور
متین طریقہ سے رفع خدشات فرماتے تھے اور معترض کی پوری تشفی کر دیتے تھے
اور سبکے ساتھ نہایت ادب اور توقیر سی پیش آتے تھے آپکی مجلس غیبت اور
عیب جوئی سی پاک رہتی تھی جتنے تذکرہ ہوتے تھے وہ للہی ہوتے تھے آپکی
ذات مرجع خلائق ہو رہی تھی علما فضلا کا اکثر مرجع رہتا تھا بزرگان دین کا ذکر ہوتا
اور پند نصائح سنی کام رہتا ہر اشخص آزادی کے ساتھ گفتگو کرتا تھا آپ اوسکو
ہر گز برا نہ مانتے تھے مولانا مظفر بلخی جب مخدوم کی خدمت مین پہونچے تو مولانا
نے مناظرہ ومباحثہ کے طور سے مخدوم سی چند سوالات کیے مولانا کو جب جوابات
شافی واطمینان بخش ملگئے تو وہ اپنی بحث سی بہت ہی نادم وپشیمان ہوے

اور مخدوم کے اخلاق وتحمل کے گرویدہ ہوگئی اور آپکے حلقۂ ارادت مین داخل ہوے
مریدو نمین زبردست مرید نکلے خاص الخاص مین شامل ہوے۔ مخدوم کی مجلس کے
عمدہ اور ممیز اراکین کی فہرست ذیل مین ہی۔ قاضی منہاج الدین۔ شیخ زادہ فکی الدین
مولانا قمر الدین۔ مولانا نظام الدین۔ قاضی اشرف۔ قاضی زاہد۔ قاضی شمس الدین
ملک شرف الدین۔ امیر اسکندر۔ ملک معز الدین۔ قاضی خان۔ زین بدر عربی وغیرہ
یہ لوگ مخدوم کی مجلس مین اکثر شریک رہتے تھے اور گفتگو مناظرہ مین حاضر و موجود
ہوتے تھے زین بدر عربی ابتدا مین بڑے شراب خوار تھے مخدوم کی فیض صحبت
و خیر برکت سے وہ بیکدم نشہ سے تائب ہوے اور ولی اللہ کے درجہ مین پہونچگئے
ایک جوگی کی اسلام لانے کی نقل یون بیان کیگئی ہی کہ ایک جوگی جو بہت ہی خوبصورت
حسین نوجوان تہا اتفاق وقت سی مخدوم کے چند مریدون سی ایکدن ملا اور اون مریدونسے
مخدوم کا حال دریافت کرکے کہا کہ وہ ہمسے ملسکتے ہین مریدون نے جواب دیا کہ مخدوم
یہان نہین آسکتے ہین تم ہی چلو اور ملاقات کرو جوگی ملاقات کا متمنی ہوا اور جب
مخدوم کے قریب گیا اونکی ہیبت وجلال سی ڈر گیا اوسپر رعب طاری ہوا اور لوٹنے کا
ارادہ کیا مخدوم نے مریدون سی فرمایا کہ اوسکو پہر بلاؤ جب دوبارہ مریدون نے اوس
جوگی کو طلب کیا اس مرتبہ بلا خوف وخطر سیدھی چلا آیا اور آپکی مجلس مین دیر تک بیٹھا رہا
اسکی بعد اظہار اسلام کی استدعا کی چنانچہ سب لوگون کے سامنے اوسنے اظہار اسلام کیا
اور دین اسلام کی تلقین وتعلیم پاتا رہا اور وہ جوگی تین روز تک برابر صحبت مین بیٹھا رہا
اوسکے بعد اوسکو رخصت کیا اور وہ ولی اللہ ہوا۔ مخدوم کا طریقہ تعلیم ظاہری یہ تہا کہ تمامی
مسترشدین موجود رہتے تھے اور روزانہ اونکی مجلس مین حاضر ہوتے اونمین سی ایک

شخص دینیات یا تصوف کی کوئی معتمد کتاب لیکر بیٹھتا اور اوسمین سے کوئی ایک مسئلہ
پڑہتا مخدوم اوسکی تشریح کرنا شروع کرتے مختلف پیرایہ مین اوسکو بیان فرماتے معترضین
اوسمین بعض بعض مقام مین موشگافیان و اعتراض کرتے اور مخدوم ہر مسئلہ کا جواب
بعنوان شایستہ دیتے جاتے اس طور سے معترض کی پوری تشفی ہو جاتی تھی اور جو لوگ مخدوم
کی صحبت سے غائب رہتے تھے اونکی تعلیم تلقین بذریعہ مکتوبات و رقعہ جات کے ہوتی تھی
اسیطرح سے مبتدی سے لیکر منتہی تک کی تعلیم حسب لیاقت و حیثیت اونکے ہوتی تھی
ہر شخص آپ سے مستفید اور فیضیاب ہو جاتے تھے اور فائدہ کثیر اوسکے لیے مترتب
ہو جاتا تہا سب لوگون پر مخدوم کی تاکید تھی اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ عزیز و جو
کام کرو استقلال کے ساتھ کرو بغیر استقامت کے بے ثبات غیر مستقل طریقہ اچھا نہین
ہے بات تو نکو آپ مکروہ جانتے تھے اور آپ ریاکاری اور ظاہر داری سے بہت چڑہتے تھے
سب لوگونکو فہمائش ہوتی تھی کہ پہلے ہر امر کو خوب غور و خوض کر لو بات تو نکی تہ کو پہونچو صرف
ظاہری صورت ہی پر مرتے نہ رہو ظاہر داری اچھی چیز نہین ہے اور آپکی ہمیشہ تاکید تھی
کہ علما فضلا صلحا کی صحبت کو غنیمت سمجھو جہانتک ہوسکے علما فضلا کی خدمت و خاطر داری
کرو اور آپکی یہ بھی تاکید مزید تھی کہ ایسے شخص کی پیروی کرو کہ اوستاد طریق اور علم و
عمل سے آراستہ و پیراستہ ہو اور مشایخون کے ارشادات و کلمات سے بخوبی واقفیت
رکھتا ہو اور آپکا یہ بھی حکم تہا کہ مبتدی متوسط و منتہی کے اخلاق و اعمال کے معتقد ایسے
آگاہ رہو اونکے بُری خیالات اور احوال مکروہات سے احتراز کرو اونکی باطنی خباثت
اور ذمیمہ خصائل کا خیال رکھو مخدوم کی اپنے مریدون پر یہ تاکید اکید تھی کہ جب تمنے
سلوک اور معرفت کی راہ اختیار کی تو اوسی مین لگے رہو اوسمین خوب ترقی کرو فضول

کلام اور حشو و زوائد سی بچو اصل طریقہ کو اختیار کرو مخدوم کی معاشرت و اوقات گزاری
نہایت سادہ تھی آپکے یہاں انکو کچھ پکتا نہ تہا صرف رات کو خواہ بعد نماز مغرب ایکوقت
کہاتے تھے اور وہ بھی نان خشک کیونکہ آپ غذا کو مثل دوا کے سمجھتے تھے اور اپنی
پیر کے پند و نصائح کے پورے پابند تھی حالانکہ کسی بات کی کمی نہ تھی ہر طرف سے فارغبالی
نظر آتی تھی بادشاہ وقت پرگنہ کا پرگنہ جاگیر دیچکا تہا اور مولانا نظام مولا نے سب
سامان راحت کا مہیا کر دیا تہا اور محمد شاہ تغلق نے پرگنہ راجگیر کا خرچ خانقاہ کیلیئے
واگذاشت کر دیا تہا مگر مخدوم نے بذات خاص ان سب چیزون سی نفع نہین اُوٹھایا
کچھ بھی خود متمتع نہوے آپ صرف نان خشک و آب سی سروکار رکھتے تھی اور پیر کی پند
کے پابند تھے خلاصہ یہ ہی کہ دن کو مخدوم کے باورچیخانہ مین کچھ بھی نہ پکتا تہا مخدوم
کی والدہ ماجدہ بہت ضعیفہ تہین اونکی لیے بازار سی کچھ مقرر تھا اوسکو میان چولہائی بازار
سی لے آیا کرتے تھے مخدوم نفس کی خواہش کو ہرگز جائز نرکھتے تھی نفس کشی جفاکشی کے عادی تھے
ایکمرتبہ ایک شخص آپکے واسطے فالودہ لیکر آیا آپ نے صرف سونگھہ کر چھوڑ دیا اور
فرمانے لگے کہ خیریت ہوئی کہ معاملہ یہانتک رہا ورنہ اس فالودہ نے میرا کام تمام کیا
تھا مخدوم نے دنیا سی اوسیقدر تمتع و فائدہ اوٹہانا چاہا جتنا شارع علیہ السلام نے
جائز رکہا اور جس سی کسیکو چارہ نہین ہی جسکے لیے فطرت نے ہملوگون کو مجبور کر رکہا ہے
دنیا کیا ہی او ضروریات دنیاوی کیا ہین اونسے مخدوم خوب واقفیت رکہتے تھے اکثر
مخدوم فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم پر دنیا منقسم ہی (۱) مقدار ضرورت (۲) مقدار
حاجت (۳) فضول بناوٹ مقدار ضرورت وہ ہی جس سی نفس اور زندگی
قائم رہسکے اور مقدار حاجت وہ ہی کہ خوراک و پوشاک کی احتیاج اوس حد و مقدار پر

رکھے جسکی ضرورت ہی یعنی صرف دو قسم کا کپڑا رکھے ایک گرمی کا دوسرا جاڑے کا
اور خورونوش بدرجہ اوسط ہوا فراط تفریط سی واسطہ نہو اور مقدار فضول وہ ہی کہ فضول
کلام کرے کثرت سی بر کثیر انہو اوسی مکان کے رہتی ہوے دوسری مکان کی طیاری کرے انواع
اقسام کا کہانا تکلف سی کہاوی لباس پوشاک زرق برق پہنے مخدوم کے ساتھ مرید
اور غیر مرید ہر قسم کے فقرا و مساکین رہتی تھے اور خانقاہ سی کہانا پاتے تھی اور مخدوم
اون سبہون کے ساتھ ایک ہی طرحکا سلوک کرتے تھے سب پر نظر برابر رکھتے تھے
اور سب چہوٹے بڑے آپکے ممنون و مشکور رہتی تھے مخدوم مراسم دنیاوی کے پابند
نہ تھی آپ اوسی افعال کی پیروی کرتے تھے جو شریعت سی درست و مسنون تھے اور
جو جناب پیغمبر خدا اور اصحاب باصفا سی ثابت و متحقق ہوتے تھے مخدوم کے پاس
اگر کوئی شخص کچھ تحفہ بہیجتا تہا تو اوسکو لے لیتے تھے کبھی واپس نہین کرتے تھے کہ
جسمین اوسکی دلشکنی نہو مخدوم کی اوقات بالکل منضبط تھی عبادت و ریاضت
کے بعد جو وقت بچتا تہا وہ شاگردون و مریدون کی تعلیم و تربیت مین صرف فرماتے
تھی اور خلق اللہ کی مقصد برآری و راحت کے سامان مین مشغول رہتی تھی اگر کبھی سماع
کی مجلس ہوا کرتی اور مخدوم کو وجد و حال طاری ہوتا تو خلوت خاص مین فوراً چلے جاتے
اور دروازہ بند کر لیتے تھی وہان کسیکا دخل نہین ہوتا تہا اور آپ سماع کی مجلس مین
بہت کم شریک ہوتے تھے مخدوم نے اخیر عمر مین اتنی ریاضت و عبادت کی کثرت
کی کہ محنت کیوجہ سی آپ مین کچھ رطوبت بشری باقی نرہی فرشتہ طینت ہو گیی مخدوم علما
کے وعظ کے جلسہ مین اکثر تشریف لیجایا کرتے تھے آپ مین کچھ بھی نفسانیت و
انانیت نہ تھی آپ طالب صادق تھے اچھی جنس کے خریدار تھے مخدوم کے مریدونکی

فہرست بہت لمبی چوڑی ہی اونکی تعداد بزرگون نے لاکھ سی زائد بتایا ہی مخدوم
لوگون پر علم دین کی تعلیم وتربیت کی تاکید فرماتے تھے اور اوس صحبت سی دور رہتی
تھے جسمین خدا کی یاد وعبادت کا تذکرہ نہوتا تہا مخدوم کو حق العباد کا بڑا خیال
تہا کسی کی حق تلفی کو جائز نہ کہتے تھے اسکو بڑا بہاری گناہ سمجھتے تھے آپکا قول تہا کہ
حق العباد حق اللہ سی سخت ہی کیونکہ خدا کا حق بذریعہ کثرت عبادت وتوبہ استغفار کے
معاف ہوسکتا ہی اور حق العباد بغیر معافی صاحب حق کے عفو نہین ہوسکتا مخدوم
سبکے حقوق کو برابر سمجھتے تھے مسلمانونکی قید اسمین نہ تھی اسمین انسان حیوان یکسان
سمجھے جاتے تھے کہ جسطرح کہ انسان کی حقوق کی ذمہ داری اوسکے ساتھ ہی اوسیطرح
حیوانات کے حقوق کا بھی وہ جوابدہ وذمہ دار ہی مخدوم کا برتاؤ واخلاق علی العموم
تمامی مسلمانون کے ساتھ نہایت خلوص کا تہا اونکے رنج وراحت مین حتی المقدور
شریک ہوتے تھے اور اونکی دلدہی ودستگیری فرماتے تھے مخدوم کی خدمت مین
شاہزادے اور حکام زمانہ۔ ناظم۔ صوبہ دار وغیرہ آمد رفت کرتے تھے اور مخدوم بھی
غریبون کی مطلب برآری اور حاجت مندون کے رفع حاجت کی غرض سے ان
لوگون سی ملتے تھے ورنہ ذاتی غرض آپکو ان لوگون سے کچھ بھی نہ تھی مخدوم یکدفعہ
ترک جاگیر راجگیر کی نیت سی دہلی کیطرف روانہ ہوی اور جب بادشاہ کی بارگاہ مین
پہونچے فیروز شاہ بادشاہ نے بہت تعظیم وتوقیر کی اور کہا زہی بخت مخدوم نے میرے
سر پر قدم سعادت توام رکہا مخدوم نے فرمایا کہ مین ایک غرض لیکر آیا ہون اگر اسکو
قبول فرمائیے اور وعدہ واثق کیجیے بادشاہ نے کہا ارشاد فرمائیے بسروچشم قبول کرونگا
مخدوم نے اسناد کو جیب سی نکال کر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ برای خدا

اسکو واپس لیجیے یہ میرے کام کا نہین ہی بادشاہ اور تمامی حضار دربار ششدر رہگئی اور وعدہ کرنیسے پشیمان ہوے کیونکہ بادشاہ اسکے قبل قبول کرچکا تہا اسلیے سوا ے قبول کرنیکے کوئی چارہ نہ تہا بوقت رخصت بادشاہ نے بہت سارو پیہ نقد و زر جواہرات مخدوم کے نذر کیا دربار سی نکلتے ہی مخدوم نے سب روپیہ اشرفی وغیرہ کو لوگون کو دیدیا کل روپیہ غربا و مساکین کو بانٹ دیا بن تنہا دہلی سی بہار کیطرف لوٹ آے اسکے بعد پہر کبھی دہلی جانیکا اتفاق نہوا یہ آخری سفر تہا مخدوم کو اظہار کشف و کرامت ستی نفر تہا اس سی قطعًا آپکو بیزاری تھی شیخ منہاج الدین نے ایکمرتبہ مخدوم کو الزام دیا کہ آپنے ابتک حج بیت اللہ ادا نہین کیا اور مخدوم کچھ عذر شرعی پیش کرتے اور اپنی مجبوری ظاہر فرماتے تھے اور شیخ منہاج الدین سا ٹھ حج ادا کرچکے تھے ایکدن پہر یہی قصہ پیش آیا شیخ صاحب مذکور نے پہر مخدوم پر الزام عدم ادا ے حج کا لگایا اسپر ~~مخدوم~~ کو کچھ حرارت آگئی آپنے منہاج الدین سی فرمایا ے حرم کعبہ را در آستین غلامان شرف نگر ✤ شیخ نے جو نظر کی تو تمامی حرم کو دیکھ لیا نہایت شرمندہ ہوے اور مخدوم شیخ سے ناخوش ہوے تین دن تک مخدوم ~~شیخ منہاج الدین~~ سی نہ بولے پہر کلام کیا تو یہ کیا اور یہ فرمایا کہ مین نہوتا تو تم منصور ثانی ہو جاتے ہر کام مین جلدی کرنا مصر ہونا مناسب نہین ہی۔ مخدوم کے حلیہ کا حال صرف اسقدر کتابون مین لکھا ہوا ہی کہ آپ میانہ اور سفید گندمی رنگ تھی اور ہمیشہ تہہ بند۔ مرزئی۔ کرتہ۔ چادر اور عمامہ استعمال فرماتے تھی انہین لباس کو پہنتے تھے اور اکثر صندلی رنگ کا کپڑا پسند کرتے تھے اسی رنگ کا کپڑا زیب تن فرماتے تھے اور شرعی باتو نکا بہت خیال کرتے تھی مخدوم اول درجہ کے متشرع تھے کسی حالت مین آپ شریعت کے جامہ سے باہر

نہ ہوتے تھے آپکو شریعت نبوی کا بہت بڑا خیال تہا آپکا مقولہ تہا کہ جسطرح کلمۂ طیبہ کے اول جملہ (لا الہ الا اللہ) مین طریقت ہی اوسیطرح جملۂ ثانیہ (محمد رسول اللہ) مین شریعت ہی سب پر مقدم شریعت ہی بے شریعت کے ہرگز ہرگز دین اسلام حاصل نہین ہوتا ہی اوسکا منکر باتفاق علما و باجماع مشایخ دین اسلام سی خارج ہی مخدوم ہمیشہ باوضو رہتی تھی اور اتباع سنت کے بہت ہی پابند تھے آپکا یہ مقولہ تھا سے خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید + بدعت کے کامون سی آپ ہمیشہ متنفر تھے اشخاص مبتدع کو برا سمجھتے تھے اور اوس سی بیزار رہتی تھے مخدوم بدرجۂ غایت رحیم - حلیم - فیاض - باذل - سخی - پردہ پوش - راست گو - مرتاض متقی - عابد - زاہد - متواضع - منکسر مزاج اور ہمدرد خلائق تھے آپکی ذات بابرکات مین نفسانیت اور خودغرضی کا کچھ بہی مادہ نہ تہا اپنے کو سب سی حقیر اور ناچیز سمجھتے اور فخریہ کلمہ کبھی زبان مبارک پر نہین لاتے تھے دنیا کی محبت سی پاک و مبرا تھی مخدوم کا اپنے اعزہ اقربا - احباب کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ تہا صلہ رحم کا بڑا خیال تہا اپنی قرابت مندون کے حقوق کو تاحد بشری برابر ادا کرتے تھے اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کیوجہ سی مجبور ہون ورنہ کب نہ کب ہندوستان کو ترک کیئے ہوتا اور یہان سے ہجرت کر کے باہر چلا جاتا مخدوم کے بھائی بھتیجے وغیرہ برابر آپ ہی کے یہان پلے پرورش پائی آپ سبکے حقوق کی نگہداشت فرماتے تھے آپ مین ایسی پردہ پوشی اور مادۂ تحمل تہا کہ ایکدن ایک شخص امامت کیلئے بڑہا اور نماز پڑہانیکا ارادہ کیا لوگون نے مخدوم سی کہا کہ یہ شخص شراب خوار ہی اسکی اقتدا نہین کرنا چاہیی آپنے فرمایا کہ ہر وقت نہین پیتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ ہر وقت شراب پیتا ہے

آپنے فرمایا کہ رمضان شریف مین نہین پیتا ہی اور آپنے اوسکی اقتدا کرلی اوسنے نماز
پڑہائی اسی کا نام حسن ظن و پردہ پوشی ہی ایسا خیال سبکو رکھنا چاہیی آپکا جود و
سخا روز روشن کیطرح ظاہر آپکا سارا مال و دولت فقرا و مساکین کا حصہ تہا آپ
دوسرون کے فیض و فائدہ پہونچانے مین پہلو تہی نفرماتے تھے جسبکی جو ضرورت
ہوتی تھی اوسکے رفع کرنے مین ہرگز دریغ نہ فرماتے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کار
برادر مسلمان بر آوردن بزرگ کاریست اور آپکا یہ مقولہ تہا۔ بر آوردن کار
امیدوار ✻ بہ از قید بندی شکستن ہزار ✻ اور یہ جملہ آپکا ورد زبان تہا (خیر الناس
من ینفع الناس) یعنی اچھا آدمی وہ ہی جو لوگون کو نفع پہونچاوی بیشک آپکی ذات
فیض آیات فیاض و نفعرسان خلائق تھی مخدوم ہرگز کسیکی دلشکنی جائز نرکہتے تھے
اسکا یہانتک خیال تہا کہ اگر آپ روزہ نفل رکہے ہوتے اور کوئی شخص آپکی دعوت
کرتا تو فوراً آپ افطار کر دیتی آپکا قول تہا کہ روزہ نفل کی قضا ہی لیکن دلشکنی کی قضا
نہین ہی اور آپ بہت ہی عالی ہمت صاحب مروت ہر دل عزیز تھے آپ پر عوام
الناس مفتون و فدا تھے مخدوم کے تمام زندگی کے حصے ہندوستان مین بسر ہوے
اسلئے اونکو یہانکے مختلف قومون اور جداگانہ معاشرت کے جداگانہ طبقون سی ملنا
ہوتا تہا کیونکہ فقرا کے دروازہ پر ہر قسم کے آدمی حاضر ہوتے ہین اونکے مسکن سبکے
ملجا و ماوا بنتے ہین امرا۔ غربا۔ جاہل۔ عالم۔ راجہ۔ پرجا۔ ہندو مسلمان۔ یہود۔ نصاری
غرض سبکا مجمع رہتا ہی ہر مرد و عورت جوان بڈھا اونکی زیارت کا متمنی و مشتاق
ہوتا ہی مخدوم کی ہمدردی و مہربانی سبہون پر بدرجہ کمال تہی اور اونکی شفقت ہر صغیر
و کبیر پر عام تھی مخدوم کو حضرت نجیب الدین فردوسی سے بیعت حاصل

فرمایا کہ وہ ملعون اسوقت مسئلہ توحید مین مجھے لغزش دینا چاہتا ہی مگر بفضلہ تعالےٰ
مین اوسکی طرف کب ملتفت ہوتا ہون اسکے بعد پہر لاحول پڑھنا شروع کیا اور حاضرین
کو بھی فرمایا کہ تملوگ بھی میرے موافقت کرو پہر دوسرے ورد وظائف ادعیہ مین مشغول
ہوی یہانتک کہ چاشت کی نماز سی فراغت پائی اوسکے بعد حجرہ سے صحن مین تشریف
لائے اور تکیہ لگا کر بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد قاضی شمس الدین سی مصافحہ کیا اور
دیر تک اونکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے رہی اسکے بعد چھوڑ دیا اور فرمایا زاہد ہم ہی
دیوانہ ہین ہم وہی خاک کفش دیوانگان ہین پہر ہر ایک کو ایک قسم کی بشارت دیکر
ہر ایک کی داڑہی اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور پروردگار عالم کی رحمت و مغفرت کا امیدوار
کیا اور یہ آیت بآواز بلند پڑھی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر
الذنوب جمیعا اور یہ شعر ہر لحظہ زبان پر جاری تھا ؎ خدایا رحمتت دریاے
عام ست ÷ وزان یک قطرہ مارا تمام ست ÷ اسکے بعد حاضرین سی مخاطب ہوکر
فرمایا کہ اگر کل قیامت کو تمسے سوال کرین کہ تم کیا لاے ہو تو تملوگ کہنا لاتقنطوا من
رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ہملوگ لاے اگر مجھسے پوچھا جائیگا تو مین بھی
یہی کہونگا اسکے بعد کلمہ شہادت بآواز بلند پڑھنے لگے پہر مولانا مولا تقی الدین
کیطرف مخاطب ہوی اور اونکے حال پر بہت شفقت و مہربانی فرمائی پہر مولانا
آموں کو پکارا وہ دوڑے اور قدم بوس ہوے مخدوم نے اونکا ہاتھ پکڑا اور
اپنے منہ اور سینہ پر ملا اور فرمایا تمنے میری بڑی خدمت کی تمکو نہ چھوڑونگا خاطر جمع رکھو
ہم سب ایک ہی جگہہ رہینگے اور حاضرین سی کہدو کہ خاطر جمع رکھین اگر میری آبرو
رہیگی تو کسیکو نہ چھوڑونگا اسیطرح سی ہر شخص حاضر ہوتا تھا اور قدمبوس ہوکر چلا جاتا

اور جو تجدید بیعت کی خواہش کرتا تھا آپ اوسکا ہاتھ پکڑکر اسی پر اکتفا کرتے اور اونکی
حق مین دعاے خیر فرماتے تھے اور رخصت کردیتے پہر مولانا شہاب الدین
آئے آپنے کئی بار اونکے سر سینہ اور ریش کو بوسہ دیا اور فرمایا تمنے میری بڑی خدمت کی
عاقبت بخیر ہوا اسیطرح سی مولانا مظفر بلخی مولانا نصیر الدین جونپوری مولانا
قاضی شمس الدین مولانا نظام الدین وغیرہ یکے بادیگری آتے گئے اور
دعای خیر لیتے گئے پہر شیخ خلیل الدین برادر حقیقی وخادم نے مولانا کا ہاتھ پکڑا آپنے
اونکی طرف دیکھکر فرمایا کہ خلیل خاطر جمع رکھہ اور اونکو کچھ وصیت کی خلیل الدین بھائی
کی محبت و دردسی نہایت شکستہ خاطر ہو کر آب دیدہ ہوے آپنے نہایت شفقت سی فرمایا کہ
خلیل خاطر جمع اور دل قوی رکھہ مستقل مزاج رہ جزع فزع نہ کر یہ منزل لابدی ایکدن
سبکے لیے پیش آنیوالی ہو اسکے بعد زین بدر عربی نے قدمبوس ہو کر دست مبارک
کو پکڑا اور بوسہ دیا مخدوم نے اونکی حال پر بھی بہت ہی مہربانی فرمائی اور کہا جا تمکو
قبول کیا اور تمہارے تمام گھر کو قبول کیا تمنے میری بڑی خدمت کی خاطر جمع رکھو اگر میری
آبرو رہیگی تو مین تمکو بھی نہ چھوڑونگا اسکے بعد آپنے ایک لڑکے کو پنج آیت پڑھنے
کی فرمایش کی وہ لڑکا سامنے بیٹھکر ادب سی یہ آیت معظم پڑھنے لگا محمد رسول اللہ
والذین معہ الی آخرہ آپ تکیہ سی اوٹھہ بیٹھے اور باادب تمام دو زانو ہو کر حسب
معمول قدیم سنے لگے اسکے بعد پیراہن جسم مبارک سی اوتار کر وضو کیلئے پانی مانگا
اور بسم اللہ باآواز بلند پڑھکر وضو کرنا شروع کیا تسمیہ وادعیہ معمولہ ہر محل مین باحتیاط
تمام پڑھتے جاتے تھی حاضرین تعجب کرتے تھے کہ اس حالت مین بھی اسقدر احتیاط
اور خیال ہے بعد فراغت وضو کے آپنے شانہ طلب کیا اور ریش مبارک مین شانہ کیا

اور جا نماز مانگی اور دو رکعت نماز پڑھی بعد نماز مغرب تھوڑی دیر کے بعد آپنے
بسم اللہ باآواز بلند پڑھنا شروع کیا اور آیت **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظالمین** پڑھی پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور لاحول پڑھی اسکے بعد آپنی درود شریف
اور چند ادعیہ ماثورہ اور مناجات پڑھی اسکے بعد آواز کچھ کم ہونے لگی اور بسم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھا اور جان بحق تسلیم کیا بتاریخ ششم شوال شب پنجشنبہ بوقت نماز عشا
سنہ ۷۸۲ھ آپکا انتقال و وصال ہوا پنجشنبہ کیدن بوقت چاشت مدفون ہوے
آپکی جنازہ کی نماز **مخدوم اشرف جہانگیر** رح نے پڑھائی یہ بزرگ مخدوم
سے حصول بیعت کی نیت سے بہار مین تشریف لائے تھے مگر اوسوقت پہونچے کہ
جب مخدوم کا وصال ہو چکا تھا مخدوم کی وفات کا سنہ ان دو لفظ پر **شرف**
سے نکلتا ہے آپکا مزار موجودہ شہر بہار سے دکھن جانب پنجابی ندی کے پار بڑی
درگاہ کے نام سے مشہور ہے قبر کچی ہے پختہ نہین ہے اور نہ اوسپر کوئی گنبد ہے اگرچہ
سوری خاندان کیوقت اوس اطراف مین مکانات مسجد حوض وغیرہ پختہ
بنائے گئے لیکن بخیال اتباع شریعت مخدوم کی قبر اصلی حالت پر چھوڑ دیگئی فقط